عباسی دَور میں فروغِ علوم

جناب عبدالرشید عراقی صاحب

خلافتِ راشدہ کا اختتام سنہ ۴۰ھ میں ہوا۔ اس کے بعد بنواُمیہ کی حکومت آئی اور بنوامیہ کی حکومت کا آغاز سنہ ۴۱ھ میں ہوا۔ اور سنہ ۱۳۲ھ میں یہ حکومت ختم ہوگئی۔ اس کے بعد بنوعباس کی حکومت کا آغاز ہوا۔ اور سنہ ۶۵۶ھ تک یہ حکومت قائم رہی۔ عہد بنوعباس متعدد پہلوؤں سے مسلمانوں کی تاریخ کا ایک نمایاں باب ہے اور ہماری مسلمان حکومتوں میں مذہبی و سیاسی اہمیت، مدّت کی وسعت، تہذیب و تمدن کے فروغ اور علوم و فنون کی ترقی و ترویج کے اعتبار سے خلافتِ بنوعباسیہ کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اور جو شان و شوکت اور اہمیت اس کو حاصل ہے وہ کسی دوسری حکومت کے حصّے میں نہیں آئی اور جب تک عباسی حکومت قائم رہی۔ اُس وقت تک اسلامی حکومتوں میں اس کو مرکزی حیثیت حاصل رہی۔

عباسی دَور کی اہمیت علمی لحاظ سے

اسلامی تاریخ میں علوم و فنون کی تدوین کا آغاز اسی علم دوست حکومت کے زمانہ میں ہوا اور اسی کے عہد میں اوجِ کمال کو پہنچا۔ اموی دَور میں تفسیر، حدیث، سیرت و مغازی اور تاریخ و طب پر کام ہوا۔ مگر ان علوم میں وسعت اور ترقی عباسی عہد ہی کی رہینِ منّت ہے۔ ان کا پایہ تخت بغداد تھا۔ جس کی حیثیت "مدینۃ العلم" کی تھی۔ جہاں ہر فن کے صاحبِ کمال موجود تھے اور جہاں سے ساری دُنیائے اسلام کے تشنگانِ علم سیراب ہوتے تھے۔

اس طویل دور میں تمام اسلامی علوم تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ، اسماء الرجال، سیرت، مغازی، لغت اور عربی ادب پر بہت علمی و تحقیقی کتابیں تصنیف کی گئیں۔ ان علوم کے علاوہ فلسفہ، معانی، علم الکلام، منطق، معقول و منقول جیسے خشک موضوعات پر بھی علمائے اسلام نے ایسی شاندار اور عدیم النظیر کتابیں تصنیف کیں کہ وہ ہماری تاریخ کا ایک حصہ بن گئیں اور مذہبیات پر جتنا علمی و تحقیقی کام عباسی دور میں ہوا ہے۔ وہ کسی اور دور میں نہیں ہوا۔

علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) عباسی دور کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں:

"یہ دور اسلامی شان و شوکت اور اس کی سطوت و عروج کا دور ہے، جس میں علوم و فنون کا دور دورہ ہے۔ ایک طرف جہاد کی تیاریاں ہیں، دوسری طرف علمائے کرام اور محدثین عظام احادیث کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہیں۔ بدعتیں مٹ چکی ہیں۔ حق کا غلغلہ ہر طرف بلند ہے، عابدوں اور زاہدوں کی کثرت ہے لوگ امن و امان اور خوشحالی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اسلامی فوجیں فتوحات کرتی بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ ان کے قدم اقصائے مغرب، سرزمین اندلس اور چین کی سرحدوں تک، جو ہندوستان کے بعض حصوں سے متصل ہیں، پہنچ گئے ہیں۔ دوسری طرف ہر طبقہ ان کی زد میں ہے۔ اور یہ سب نتیجہ ہے اس عہد کے خلیفہ ابوجعفر منصور کے تدبر کا جو اگرچہ ظالم تھا، لیکن کمال عقل و دانش میں، شجاعت و تہور میں، بیدار مغزی میں اور علم و ادب میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا"[1]

منصور کا دور علامہ ذہبی کے بیان کے مطابق ابوجعفر منصور اگرچہ ظالم تھا، لیکن علم و ادب، عقل و دانش اور بیدار مغزی میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔ اس کا عہد حکومت ۱۴۳ھ سے ۱۵۸ھ تک ہے۔ اس پندرہ سالہ عہد حکومت میں تفسیر، حدیث، فقہ اور مغازی و سیرت کی تالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ اموی دور میں علمائے کرام کی علمی سعی و کاوش صرف مذہبی علوم کی درس و تدریس اور نقل و روایت تک محدود رہی۔ تالیف و تصنیف اور دوسری قوموں اور زبانوں کے علوم کا

---

[1] تذکرۃ الحفاظ۔

مذاق منصور کے زمانے میں پیدا ہوا۔ اسلامی علوم میں سے تفسیر، حدیث، فقہ اور مغازی و سیرت پر تالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ امام مالک (م ۱۷۹ھ) نے حدیث کی مشہور کتاب موطا مکمل کی۔ امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) نے فقہ مدوّن کی، محمد بن اسحاق (م ۱۵۱ھ) نے مغازی و سیرت پر "کتاب السیرۃ والمبتدأ والمغازی" اور "کتاب الخلفا" لکھیں[۵]، لیکن یہ کتابیں ناپید ہو گئیں البتہ سیرۃ ابن ہشام جو اب تک موجود ہے اور چھپ چکی ہے، زیادہ تر محمد بن اسحاق کی روایات پر مشتمل ہے اور سیرت کا نہایت معتبر اور قدیم ماخذ ہے۔ اسی دَور کے ایک عالم معمر بن راشد (م ۱۵۳ھ) نے کتاب المغازی لکھی[۱]

ان کے علاوہ ابن جریج (م ۱۵۰ھ) نے مکہ معظمہ میں امام اوزاعی (م ۱۵۷ھ) نے شام میں ابن ابی عروہ (م ۱۵۳ھ) اور حماد بن مسلمہ (م ۱۵۹ھ) نے بصرہ میں تفسیر و حدیث جیسے علوم پر قلم اٹھایا۔ امام سفیان ثوری (م ۱۶۱ھ) نے کوفہ میں امام ابو یوسف، ابن مبارک اور ابن وہب جیسے محدثین کرام نے اپنے اپنے مقامات پر حدیث و فقہ کی تدوین و ترتیب کی جانب توجہ کی۔ اس کے علاوہ علمائے کرام نے ادب اور تاریخ پر بھی علمی و تحقیقی کتابیں تصنیف کیں[۲]

منصور کو دوسری قوموں اور زبانوں کے علوم کا بڑا ذوق تھا۔ فلسفہ اور نجوم سے دلچسپی تھی۔ فقہ پر بھی کافی عبور تھا۔ اس کے عہد میں منطق، فلسفہ اور فارسی کی کتابوں کے ترجمے عربی زبان میں ہوئے مسعودی نے مروج الذہب میں منصور کے عہد میں جو تراجم ہوئے، اُن کی تفصیل لکھی ہے۔

مہدی کا دَور منصور کے بعد مہدی خلیفہ ہوا۔ اس کا عہدِ حکومت ۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ ہے۔ مہدی نے اپنے گیارہ سالہ دَور حکومت میں بعض مفید علمی خدمات سر انجام دیں۔ وضعِ حدیث کے فتنہ کو سختی سے کچل دیا۔ الحاد و زندقہ کے تدارک کے لیے حکماء کو مناظرانہ کتابوں کی تالیف کا حکم دیا جس سے علمِ کلام کی بنیاد پڑی۔ اس سے اس عظیم الشان فن کی ایجاد کا سہرا جو مسلمانوں کے لیے سرمایۂ فخر ہے،

---

[۱] فہرست ابن ندیم ص ۱۳۶

[۲] تاریخ الخلفا، للسیوطی ص ۲۶۳

[۵] محمد بن اسحٰق کی کتابِ سیرۃ کا ایک حصہ برآمد ہو کر طبع ہو چکا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ نقوش کے سیرت نمبر میں شامل ہے۔

مہدی کے سر ہے۔ علم کلام کے علاوہ ادب پر بھی کتابیں اس کے عہد میں لکھی گئیں۔[1]

ہارون الرشید کا دور مہدی کے بعد ہارون الرشید حکمران بنا۔ اس کا عہد ۱۷۰ھ سے شروع ہو کر ۱۹۳ھ میں ختم ہوتا ہے۔ گویا اس کے عہدِ حکومت کی مدت ۲۳ سال بنتی ہے۔ عہدِ ہارون بھی علمی سرپرستی میں دورِ سابق سے پیچھے نہیں رہا۔ ہارون الرشید علمائے کرام کا بڑا قدردان تھا۔ اور اس کی علماء نوازی اور علم پروری کے واقعات تاریخ میں موجود ہیں۔ علم و فن کا آغاز ابوجعفر منصور نے کیا تھا اور آگے ہارون الرشید نے اس کو بہت وسعت اور ترقی دی۔ "بیت الحکمہ" کے نام سے تصنیف و تالیف و تراجم کا ایک ادارہ قائم کیا۔ اور علماء کو بھاری تنخواہیں دے کر یونانی، فارسی اور دوسری متعدد زبانوں سے مفید اور اہم علمی و تحقیقی کتابوں کے تراجم کرائے۔[2]

عہد ہارون کے علمائے کرام کی فہرست میں امام مالک بن انس (م ۱۷۹ھ) اور امام لیث بن سعد (م ۱۷۵ھ) اور امام موسیٰ کاظم جیسے علم و فضل کے درخشندہ ستارے موجود تھے۔

مامون الرشید کا دور ہارون الرشید کے بعد امین بن ہارون تخت نشین ہوا اور ۱۹۸ھ میں اس کی حکومت ختم ہو گئی۔ ۱۹۸ھ میں مامون الرشید خلیفہ ہوا۔ اس کا عہدِ حکومت ۲۱۸ھ تک ہے۔ مامون الرشید نے ۲۰ سال تک حکومت کی۔ مامون الرشید تدبیر و سیاست، عقل و دانش، فہم و فراست، فضل و کمال، عدل و انصاف، شجاعت و شہامت، فیاضی و دریا دلی، حلم و عفو، سادگی و تواضع جملہ اوصاف میں کامل تھا۔ اس کی تعلیم و تربیت بڑے اہتمام سے ہوئی تھی۔ ہر فن میں اس نے کمال حاصل کیا تھا۔ عباسی خلفاء کی تاریخ میں ایسا صاحبِ علم خلیفہ کوئی نہیں ہوا۔ قرآن، تفسیر، فقہ، فرائض، ادب، شاعری، طب، فلسفہ، نجوم، ریاضی ہر فن میں کامل تھا۔ ان کمالات کے ساتھ وہ علم دوست اور علم پرور تھا۔ ابوجعفر منصور نے جس کام کا آغاز کیا تھا، مامون الرشید نے اس کی تکمیل کی۔ اس کے عہدِ حکومت میں بیشتر یونانی کتابوں کے تراجم ہوئے

---

1. طبری جلد ۱ ص ۵۳۳
2. اخبار الحکماء، ص ۱۶۹، طبقات الاطباء جلد ۱ ص ۱۷۵

اس کے عہد میں بغداد واقعی مدینۃ العلم بن گیا۔[1]

معتصم، واثق، متوکل مامون الرشید کے بعد معتصم اور معتصم کے بعد واثق اور واثق کے بعد متوکل بن معتصم خلیفہ ہوا۔ متوکل کا عہدِ خلافت ۲۳۲ھ تا ۲۴۶ھ تک ہے۔ اس کے عہدِ حکومت کی میعاد ۱۴ سال ہے۔ متوکل عقیدہ میں نہایت راسخ تھا۔ اس کے عہد حکومت کا سب سے بڑا علمی کارنامہ سنّتِ نبوی کا احیاء اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت ہے۔ اسے امام شافعی (م ۲۰۴ھ) کے ساتھ بہت عقیدت تھی۔ اسی عقیدت کی بنا پر اس کو سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی شیفتگی تھی۔ چنانچہ اس نے سنتِ نبوی کے احیاء میں بہت کوشش کی اور اس میں کامیاب بھی ہوا۔ خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ: "متوکل نے اپنے دور میں سنّتِ نبوی کا احیاء کیا اور لوگوں کو غیر مسنون طریقوں سے ہٹا کر سنت کی صراطِ مستقیم پر لگایا۔"[2]

احادیث نبوی کی اشاعت میں بھی متوکل نے اہم کردار ادا کیا۔ محدثین کرام کی بہت قدر کرتا تھا اور آئے دن ان کو انعامات سے نوازتا تھا۔ محدث ابو بکر بن ابی شیبہ (م ۲۳۵ھ) نے احادیث کے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا تو متوکل نے اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور ان کی حوصلہ افزائی کی۔[3]

عہدِ بنی عباس میں تدوینِ حدیث

حدیث کی تدوین کا کام بنو اُمیّہ کے دور میں شروع ہو چکا تھا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز (م ۱۰۱ھ) نے اس سلسلہ میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ ہماری تاریخ کا ایک قیمتی سرمایہ ہیں۔ اگر حضرت عمر بن عبدالعزیز اس طرف توجہ نہ کرتے تو علمِ حدیث کا یہ ذخیرہ وجود میں نہ آتا۔ آپ نے تمام صوبوں کے گورنروں کے نام یہ فرمان بھیجا تھا کہ احادیثِ نبویہ کو تلاش کر کے ان کو محفوظ کیا جائے

[1] طبقات الامم ابن حامد اندلسی ص ۴۸، ۴۹۔

[2] تاریخ بغداد جلد ۷ ص ۱۷۰، ۱۷۲۔

[3] تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۲۵۲۔

جیسا کہ علامہ ابن عبدالبر قرطبی (م ۴۶۳ھ) نے جامع بیان العلم میں سعد بن ابراہیم کی یہ روایت نقل کی ہے کہ:

"ہم کو عمر بن عبدالعزیز نے جمع حدیث کا حکم دیا۔ اور ہم نے احادیث کے کئی مجموعے تیار کیے۔ اور انہوں نے ایک ایک مجموعہ ہر جگہ جہاں جہاں ان کی حکومت تھی، بھیجا"

دورِ عباسیہ میں حدیث کی تدوین اور اس کی ترقی و اشاعت کے سلسلے میں جو کام ہوا، اس کے متعلق علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ:

"محدثین کے طبقہ اوّل کے زمانہ میں بنو امیہ کے ہاتھوں سے اقتدار نکل کر بنو عباس کے قبضے میں پہنچ گیا۔ یہ تبدیلی اپنے ساتھ خونریزیاں لے کر آئی۔ خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ عراق، خراسان، جزیرہ اور شام میں بے شمار علماء قتل کر دیئے گئے۔ اور عباسی لشکر جو کچھ ظلم و ستم کر سکتا تھا وہ اس نے کیا"[1]

عباسی دور میں کئی ایک نئے فرقے پیدا ہو گئے۔ مثلاً فرقہ معتزلہ اور فرقہ قدریہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ کئی ایک نئے مسائل اٹھائے گئے۔ مثلاً مسئلہ خلقِ قرآن، صفاتِ الٰہی کا انکار وغیرہ چنانچہ ان تمام باطل عقائد اور فتنوں کا سدِ باب کرنے کے لیے علمائے حق نے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو آج تک جگمگا رہے ہیں۔ عباسی دور ہی میں حدیث کی تدوین کا کام شروع ہوا۔ اصول و فروع دین اور فقہ اسلامی کی تصنیف و تالیف کے کام کا آغاز ہوا۔

بنو عباس کی حکومت ۱۳۲ھ تا ۶۵۶ھ ہے۔ دوسری صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری کے نصف تک۔ ان پانچ صدیوں میں تدوینِ حدیث کے سلسلہ میں محدثین کرام نے جو سعی و کاوش کی۔ اس کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

دوسری صدی ہجری دوسری صدی ہجری میں محدثین کرام کی تعداد خاصی ہے، مگر یہاں صرف چند ایسے محدثین کرام کا ذکر کیا جاتا ہے جو خاص شہرت کے مالک ہیں۔ ان حضرات میں حضرت امام عبدالرحمٰن بن

---

[1] تذکرۃ الحفاظ۔

عمرو اوزاعی (م ۱۵۷ھ) حضرت امام مالک بن انس (م ۱۷۹ھ) جنھوں نے حدیث کی سب سے پہلی کتاب "موطا" مرتب کی، حضرت امام سفیان بن عیینہ (م ۱۹۸ھ) حضرت امام عبدالمالک بن جریج (م ۱۵۱ھ) اور حضرت امام لیث بن سعد (م ۱۷۵ھ) زیادہ مشہور و معروف ہیں۔

تیسری صدی ہجری

تدوین حدیث کے سلسلہ میں تیسری صدی ہجری بہت اہم ہے۔ اور اس صدی کو یہ شرف حاصل ہے کہ صحاح ستہ کے پانچ محدثین و مؤلفین اس صدی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کی تالیفات و مدونات تیسری صدی ہجری میں منسوب ہیں۔ بعض اہم کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

۱- امام محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ) صاحب صحیح البخاری۔

۲- امام مسلم بن حجاج (م ۲۶۱ھ) صاحب صحیح مسلم۔

۳- امام محمد بن یزید بن ماجہ (م ۲۷۳ھ) صاحب سنن ابن ماجہ۔

۴- امام داؤد سجستانی (م ۲۷۵ھ) صاحب سنن ابوداؤد۔

۵- امام ابوعیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ) صاحب جامع الترمذی۔ یہ سارے ائمہ حدیث اسی تیسری صدی سے متعلق ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ اور شخصیتیں بھی ہیں جن کے آثار اور مجموعہ ہائے حدیث آج بھی اپنے حسن ترتیب اور طرز تالیف کے لحاظ سے معتبر تصور کیے جاتے ہیں اور ان کی تصنیفات جو مسانید کے نام سے مشہور ہیں حرف آخر تسلیم کی جاتی ہیں مثلاً:

ابوداؤد طیالیسی (م ۲۰۴ھ) صاحب مسند ابوداؤد طیالسی، عبدالرزاق بن ہمام (م ۲۱۱ھ) صاحب مصنف عبدالرزاق۔ امام عبداللہ بن زہیر حمیدی (م ۲۱۹ھ) صاحب مسند حمیدی، امام ابوبکر بن ابی شیبہ (م ۲۳۵ھ) صاحب مصنف ابن ابی شیبہ، امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) صاحب مسند، امام دارمی (م ۲۵۵ھ) صاحب مسند، امام ابوبکر بزار (م ۲۹۲ھ) صاحب مسند، امام محمد بن نصر مروزی (م ۲۹۴ھ) صاحب مسند، اور امام ابومحمد عبداللہ بن جارود صاحب المنتقیٰ خاصی شہرت کے مالک ہیں۔

چوتھی صدی ہجری

چوتھی صدی ہجری میں تدوین حدیث پر خاصا کام ہوا ہے اور اس صدی کے جو معروف و مشہور محدثین کرام ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

امام احمد بن شعیب نسائی (م ۳۰۳ھ) صاحب سنن نسائی۔

امام ابو یعلیٰ موصلی (م ۳۰۷ھ) صاحب مسند ابو یعلیٰ۔

امام احمد بن اسحاق خزیمہ (م ۳۱۱ھ) صاحبِ صحیح ابن خزیمہ۔

امام ابو عوانہ اسفرائنی (م ۳۱۶ھ) صاحبِ مسند ابو عوانہ

امام ابو جعفر طحاوی (م ۳۲۱ھ) صاحبِ مشکل الآثار۔

امام ابن حبان (م ۳۵۴ھ) صاحبِ صحیح ابن حبان۔

امام طبرانی (م ۳۶۰ھ) صاحب معجم کبیر و اوسط و صغیر۔

امام عبدالرحمن بن ابی حاتم (م ۳۷۷ھ)

امام دارقطنی (م ۳۸۵ھ) صاحب سنن دارقطنی۔

امام ابو سلیمان احمد خطابی (م ۳۸۸ھ) صاحبِ معالم السنن۔ یہ تمام ائمہ علمِ حدیث میں خاص شہرت کے مالک ہیں اور تدوینِ حدیث کے سلسلہ میں ان کی سعی و کاوش قابلِ قدر ہے، تذکرہ نگاروں نے ان کی اس سعی و کاوش کو قابلِ تعریف و تحسین کہا ہے۔

پانچویں صدی ہجری پانچویں صدی ہجری میں تدوینِ حدیث کے سلسلہ میں محدثین کرام نے جو تصنیفی کارنامے سرانجام دیئے۔ ان میں چند مشہور محدثین کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

امام ابو عبد حاکم (م ۴۰۵ھ) صاحب المستدرک۔

امام ابوبکر مردویہ (م ۴۱۰ھ)

امام ابونعیم اصبہانی (م ۴۳۰ھ)

امام احمد بن حسین بیہقی (م ۴۵۸ھ) صاحبِ سنن بیہقی۔

امام احمد بن محمد البرقانی (م ۴۲۵ھ)

امام ابوبکر خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ)

امام ابو عبداللہ حمیدی (م ۴۸۸ھ) صاحب کتاب الجمع بین الصحیحین یہ تمام خاص شہرت کے مالک ہیں۔

چھٹی صدی ہجری چھٹی صدی ہجری میں تدوینِ حدیث کے لیے جن محدثین کرام نے سعی و کاوش کی، ان میں سرِفہرست اصحاب میں سے چند ایک یہ ہیں:

امام حسین بن مسعود بغوی (م ۵۱۹ھ) صاحب مصابیح السنۃ۔

قاضی عیاض (م ۵۴۳ھ)۔

امام ابوالقاسم علی بن عساکر (م ۵۷۱ھ)۔

امام عبدالرحمٰن الجوزی (م ۵۹۷ھ)

ساتویں صدی ہجری | ساتویں صدی ہجری کا نصف عباسی دور کی آخری صدی ہے۔ ۶۵۶ھ میں عباسی حکومت کا اقتدار ختم ہوگیا۔ اس لیے ۶۵۶ھ تک جن محدثین کرام نے تدوینِ حدیث کے سلسلہ یں سعی و کاوش کی ان میں امام عبدالرحمٰن لحرانی (م ۶۴۳ھ) امام حجر بن عبدالواحد مقدسی (م ۶۴۳ھ) ور امام عبدالعظیم منذری (م ۶۵۶ھ) صاحب الترغیب والترہیب قابلِ ذکر ہیں اور ان کی تالیفات مارے لیے سرمایہ صد افتخار ہیں۔

(باقی)

عزم و عزیمت کی لازوال داستان

یادوں کی امانت

سید عمر تلمسانی

ترجمہ: حافظ محمد ادریس

البدر پبلی کیشنز۔ ۲۳۔ راحت مارکیٹ۔ اردو بازار لاہور